Dareecha-e-Tahqeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL4 , Issue 4
www.dareechaetahqeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

**محمد طاہر مسعود باروی**
پی ایچ ڈی اسکالر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
**ڈاکٹر عبدالواحد تبسم**
اسسٹنٹ پروفیسر اردو، شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

# سرائیکی، پنجابی اور اردو: لسانی و ادبی اشتراکات

**Muhammad Tahir Masood Barvi**
PhD Scholar Allama Iqbal Open University, Islamabad
**Dr. Abdul Wajid Tabasim**
Assistant Professor Urdu, Department of Pakistani Languages, Allama Iqbal Open University, Islamabad

## Saraiki, Punjabi and Urdu: Linguistic and literary similarities

Along with the historical, cultural, social, anthropological and cultural evolution, there is also a change in human attitudes. The scale of its expression changes and reflects the signs of globalization on human expression attitudes. In this era of globalization where land distances are shrinking. There, translations and fast-paced life have not only developed the languages, but the common vocabulary and genres of poetry and literature have brought the languages closer to each other. This background has brought Pakistan's national language Urdu and regional languages Saraiki, Punjabi closer to each other by influencing linguistic and literary aspects. Although these three languages are complete languages in terms of grammar and spelling and also have their own distinct identity, but due to the geography and script of the same region, they have linguistic and literary commonalities.

**Keywords**: Linguistic, similarities, Saraiki, Punjabi

''سرائیکی، پنجابی اور اردو: لسانی و ادبی اشتراکات'' کا موضوع نہایت وسیع و بسیط ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان تینوں زبانوں میں لسانی اور ادبی اشتراک موجود ہے۔ اس اشتراک کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان زبانوں کا تہذیبی اور تاریخی پس منظر ایک ہی خطے میں نظر آتا ہے۔ سرائیکی اور پنجابی زبانوں کا علاقہ ایک دوسرے میں یوں پیوست ہے کہ ان کو علیحدہ کرنا بہت مشکل ہے۔ تینوں زبانیں ایک دوسرے کے الفاظ مستعار لینے کے باوجود اپنی شناخت کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔

اُردو، سرائیکی اور پنجابی زبانیں ہوں یا پھر ہندوستان کی دیگر قدیم اور علاقائی زبانیں ایک ہی لسانی گروہ یا قبیلے سے تعلق رکھتی ہیں۔ صوتیات کے پس منظر میں چند حروف تہجی کے کم و بیش کے ساتھ صوتیات کے حوالے سے ایک جیسی ہیں۔ یہ تینوں زبانیں ایک عرصے سے تخلیقی اظہار کا وسیلہ بھی ہیں اس سے قبل کہ ہم ان کے لسانی و ادبی اشتراکات کو واضح کریں یہ لازم دکھائی دیتا ہے کہ ہم لسانی، ادبی اور اشتراک کے لغوی معنی بیان کر دیں اور ساتھ اردو سرائیکی پنجابی کا ایک اجمالی تعارف بھی پیش کر دیں کیونکہ یہ اجمال ہمارے مقالے کی بنیاد ہے۔

زیر نظر تینوں زبانیں جغرافیائی حوالے سے جڑی ہوئی ہیں کیونکہ تینوں زبانوں کا جغرافیہ، دھرتی اور وسیب ایک ہی ہے۔ وادی سندھ جس کی عمر پانچ ہزار برس سے زائد ہے اس کا پھیلاؤ سینکڑوں میلوں کو محیط ہے۔ ماہرین لسانیات نے جو وقیع اور معتبر لسانی نظریات (اردو کے حوالے) دیئے ہیں ان میں اُردو زبان کی ابتدائی اور قدیم لفظیات کا تعلق وادی سندھ کی قدیم زبانوں سرائیکی، پنجابی سے ہے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ صوتیات، حروف تہجی، املا، تلفظ، جملہ بندی لفظیات اور اصناف شعر و ادب کا تعلق

تینوں زبانوں کے سیاسی، سماجی، تہذیبی، تاریخی اور ثقافتی پہلوؤں کے ساتھ وابستہ اور جڑا ہوا ہے۔

زبان سے مراد بولی، بھاشا انسان کا ذریعہ اظہار جو الفاظ اور بندھے ہوئے قواعد پر مشتمل ہوتا ہے کسی خاص گروہ یا علاقہ وغیرہ کی بولی، قوتِ گویائی اشاروں کی زبان۔ کیونکہ زبان تو انسان اور حیوان دونوں کے منہ میں موجود ہے لیکن بولنے کی صلاحیت صرف انسان میں ہے۔ بعض اوقات زَبان اور زُبان کے الفاظ ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں حالانکہ یہ دونوں ایک دوسرے سے معانی اور کارکردگی کے لحاظ سے مختلف ہیں۔

جیسے انگریزی میں Tongue اور Language ، سرائیکی، سندھی، ہندکو میں جیبھ اور بولی اسی طرح ہندی میں جیبھ اور بھاشا وغیرہ یہاں مختلف ماہرین لسانیات کی زبان سے متعلق مختلف تعریفیں بیان کی جاتی ہیں۔ اصطلاح میں زبان سے مراد وہ صلاحیت ہے جس کی مدد سے انسان اپنے ذاتی یا اجتماعی معاملات کے لیے اپنے ماحول اور معاشرتی حالات کے تقاضوں کے مطابق بول کر یا لکھ کر آواز یا علامتوں کے ذریعے اظہار کر سکتا ہے یا دوسرے الفاظ میں زبان کی بنیاد بامعنی آوازیں، حروف اور علامتیں ہیں۔ محی الدین قادری زور کہتے ہیں زبان کی واضح تعریف یوں کرتے ہیں:

”زبان انسانی خیالات اور احساسات کی پیدا کی ہوئی ان تمام عضویاتی اور جسمانی حرکتوں اور اشاروں کا نام ہے جس میں زیادہ تر قوت گویائی شامل ہے۔“(1)

گیان چند جین کے مطابق:

”زبان ایک سماجی فعل ہے سماجیات ہی سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے۔ کہ مرورِ ایام کے ساتھ بعض الفاظ کے معنی کیوں پست ہو جاتے ہیں اور بعض کیوں بلند۔ “(۲)

قدیم دور میں ایک تصور تھا کہ زبان عطیہ خداوندی ہے۔ اس کے بارے میں خلیل صدیقی ”زبان کیا ہے“ میں لکھتے ہیں:

”انسان موجوداتِ عالم سے غیر مطمئن اور ان کی حقیقت اور ان کے وجود کے اسباب اور طریقوں سے واقفیت حاصل کرنے کا آرزومند رہا ہے۔ زبان کے ذیل میں اس کے تجسس نے مختلف مراحل طے کئے ہیں۔ قدیم ادوار میں زبان کی تخلیق فوق الفطرت یا ماورائی قوتوں سے منسوب ہوتی رہی ہے۔ سقراط کی یہ رائے تھی کہ دیوتاؤں نے دنیا کی اشیاء کے موزوں نام رکھے، نارس (Narse) دیومالا کی رو سے ”اوڈن“ دیوتا نے زبان تخلیق کی۔ قدیم ہند میں ”برہما“ کو بھی زبان کا خالق سمجھا جاتا رہا اور اندر دیوتا کو بھی یہودی عقیدے کی رو سے آدم نے خدا کی ہدایت کے بموجب اشیاء کے نام مقرر کیے، مسیحی یورپ میں صدیوں تک ”عہد نامہ قدیم“ کی زبان عبرانی کو آسمانی زبان ہی نہیں بلکہ ”ام الانسہ“ بھی سمجھا جاتا رہا۔ کم و بیش تمام مذاہب کی رو سے زبان تخلیق ربانی قرار پاتی رہی ہے۔“(۳)

(Pushpinder Syal) زبان کی بحیثیت سائنس تعریف میں لکھتے ہیں:

"Linguistics is the scientific study of languages. By this we mean language is general, not particular." (۴)

زبانوں کی تقسیم:

زبان کی درجہ بندی کے لیے تین طریقے اختیار کیے گئے ہیں:

(۱)جغرافیائی (۲)نسلی (۳)نوعی یا صنفی (۴)

ماہرین لسانیات نے مجموعی زبانوں کے آٹھ عظیم خاندان بنائے ہیں۔

سرائیکی زبان کو مختلف ناموں سے پکارا جاتا رہا ہے مگر موجودہ زمانے سے متفقہ طور پر اسے ”سرائیکی“ کہا جاتا ہے۔ سرائیکی نام کی مختلف ماہرین لسانیات نے توجیہات بیان کی ہیں اور اس کے نام کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے۔

سرائیکی زبان کو یہ نام ”سراوا یا سوویرا“ لوگوں نے دیا جو ملتان اور اس کے گردونواح کے باشندے تھے۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کے مطابق:

”تتانی نی (پانینی) یہ ملتان کا رہنے والا تھا۔ آج سے تین ہزار سال قبل وہ اس زبان کو بولنے والا ہوگا جو سرائیکی کی زبان پروٹو زبان ہوگی۔ آج بھی سرائیکی یاد کئی میں جو اردو لکھی گئی ہے بہت سے اردو بولنے والے سمجھ نہیں سکتے۔ لیکن چونکہ میرے کانوں میں سرائیکی کے لفظ پڑے ہیں تو میں آسانی سے سمجھ سکتا ہوں۔ گویا سرائیکی کے اثرات کا کوئی نہ کوئی رشتہ پرانی اردو پر ہے اصل پرانی پنجابی، سرائیکی زبان ہے اور آج بھی سرائیکی میں ایسے الفاظ مل جاتے ہیں جو ویدوں کی زبان میں بھی ہیں۔(٦)

بقول عین الحق فرید کوٹی ”پنجابی زبان کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنا پنجاب میں خود انسان کا وجود۔ زبان کی تشکیل اور ارتقاء میں ان تمام عناصر اور عوامل نے بھرپور حصہ لیا جن سے خود پنجاب کی تاریخ عبارت ہے اور یہ تاریخ نہایت ہی قدیم، مسلسل اور بوقلموں ہے۔ کئی ایک مقتدر محققین کا دعویٰ ہے کہ حقیقی انسان سب سے پہلے پانچ دریاؤں کی سرزمین میں ہی ارتقاء کی موجودہ منزل تک پہنچا۔(۷)

Urdu is one of the major languages of the South Asian subcontinent. It was born out of the need of Muslim invaders of India from the tenth century onwards to create a language in which they could communicate with their Indian subjects. Its basic structure, and very much of its everyday vocabulary, is almost identical with that of Hindi, which in an earlier form had long been the lingua franca of northern and central India. The Muslim invaders were men from different regions of what is now the Middle East and central Asia, speaking different languages, but their language of culture and administration was Persian, and Persian words in abundance were accommodated in the native Indian framework to produce Urdu. (۸)

سرائیکی، پنجابی اور اردو کے لسانی اشتراکات:

ان زبانوں سرائیکی، پنجابی، اردو کے ایک دوسرے پر گہرے اثرات بھی ہیں اور لسانی اشتراک بھی موجود ہے۔اس حوالے سے پروفیسر اکرام خالد ''پاکستانی زبانیں وادب'' میں لکھتے ہیں:

''یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اردو، پنجابی، سرائیکی زبانوں پر عربی، فارسی اور ہندی زبانوں کے اثرات کے ساتھ ساتھ ان کے ایک دوسرے پر اثرات موجود ہیں اور دوسری مقامی و علاقائی زبانوں کے اثرات بھی موجود ہیں۔ان زبانوں کے صوتیاتی نظام، قواعد کے بیشتر اصولوں پر مقامی اثرات غالب ہیں۔اگرچہ ان زبانوں کے علمی و ادبی ذخیرے پر عربی، فارسی کا گہرا اثر ہے۔کیونکہ ان زبانوں کو اصناف اور موضوعات کے لحاظ سے عربی و فارسی نے متاثر کیا ہے اور لفظیات کا وسیع ذخیرہ بھی ان زبانوں کے دامن میں ڈالا ہے۔جب ایک فرد اپنے محسوسات اور قلبی کیفیات کی تفہیم کے لیے کسی زبان کا سہارا لیتا ہے تو اس کی اکائی اُس مخصوص جماعت کا ایک حصہ ہوتی ہے جس میں وہ زبان بولی، سنی اور سمجھی جاتی ہے۔مختلف گروہوں کے ارتباط اور ثقافتی عوامل زبانوں پر اثر انداز ہوتے ہیں اور زبانیں ثقافتی عمل پر اپنے اثرات مرتسم کرتی ہیں۔''(۹)

عین الحق فرید کوٹی کی رائے ملاحظہ ہو:

''دنیا میں کہیں بھی لسانی یا نسلی اختلافات کو اتنا نہیں اُچھالا جاتا جتنا کے پاکستان میں۔باہر کچھ ضرورت مند اپنی غرض کے تحت ڈگڈگی بجاتے ہیں اور پاکستان کے مختلف گروہ ان کی مرضی کے مطابق ناچتے ہیں اور ہر اس چیز کو سچ مانتے ہیں جو ڈگڈگی بجا کہہ رہے ہیں لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں۔اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو باوجود ظاہری اختلافات پاکستانی زبانوں کی بیشتر اقدار مشترک ہیں چونکہ یہ قریب قریب ایک ہی جیسے ماحول میں پروان چڑھی ہیں اور یکساں عوامل سے متاثر ہو رہی ہیں اس لیے ان میں بڑی حد تک لُغوی اِشتراک موجود ہے۔''(۱۰)

دورِ جدید میں اردو پر پاکستانی زبانوں کے جو اثرات نمایاں ہیں۔وہی اثرات پاکستانی زبانوں پر اردو کے بھی ہیں۔قدیم اردو ادب اور جدید اردو ادب میں نمایاں فرق موجود ہے۔اردو زبان اور لہجے میں واضح تبدیلی ہوئی ہے اور یہ تبدیلی عوام میں آہستہ آہستہ سرایت کرتے مستعمل ہو گئی ہے۔سرائیکی، پنجابی اور اردو پر Globalization کے اثرات کی وجہ سے وسعت آئی ہے۔دوسری زبانوں کے ساتھ ساتھ انگریزی کے بھی بہت زیادہ اثرات ان تینوں زبانوں پر مرتب ہوئے ہیں۔چند جملے ملاحظہ ہوں۔جو سرائیکی، پنجابی اور اردو میں مستعمل ہوتے جا رہے ہیں۔

| | |
|---|---|
| ا۔ سرائیکی | میڈی موٹر سائیکل وک گئی ہے |
| پنجابی | میری موٹر سائیکل بک گئی جے |
| اردو | میری موٹر سائیکل بک گئی ہے |
| ۲۔ سرائیکی | اُوں دوپٹا لیر لیر کر ڈِتے |
| پنجابی | اُنے دوپٹا لیر لیر کردتا |
| اردو | اس نے دوپٹا لیر لیر کر دیا(۱۱) |

قومی زبان اردو کے علاوہ مختلف زبانیں اور ان کی ذیلی بولیاں رائج ہیں۔یوں یہ زبانیں اپنے اندر بے حد جاذبیت اور تنوع رکھتی ہیں اور پاکستان کی مجموعی اور اپنے علاقے کی ثقافت، ادب، مزاج کی آئینہ دار ہیں۔ان علاقائی زبانوں میں لوک ادب اور مشاہیر کی داستانیں، لوک عشقیہ منظوم قصے انہیں ایک مکمل اور علیحدہ زبان قرار

دینے کے لیے کافی ہیں۔ خطہ پاکستان میں بولی جانے والی زبانیں کسی نہ کسی زبان کی سرحدی زبان ہیں اور یوں یہ زبانیں پورے ملک میں ایک زبان سے دوسری اور پھر دوسری سے تیسری زبان میں غیر معلوم طریقے سے سرایت کرتی ہیں اور اثر انداز ہوتی ہیں۔ یوں ان کا تعلق قائم ودائم ہے۔ ان زبانوں پر دوسری بڑی زبانوں عربی، فارسی، ترکی، ہندی زبانوں نے اتنا متاثر کیا کہ ایک نئے سانچے میں ڈال دیا مگر ان زبانوں کا اصل وجود قائم رہا ہے۔ نئے سانچے سے مراد ہے جیسے زیادہ تر زبانوں میں فارسی تراکیب، تلمیحات، تشبیہات، استعارات وغیرہ نظر آتے ہیں۔ عربی صوتیات، ترکی الفاظ، ہندی ذخیرہ و آوازیں ان زبانوں کا سرمایہ ہے۔ یوں ان زبانوں کے مطالعہ سے فکری، فنی لوازم کے ساتھ ہم رنگی اور لسانی اشتراک نظر آتا ہے۔ سرائیکی اور پنجابی اردو میں اشتراک اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

سرائیکی، پنجابی اور اردو کے مشترک الفاظ:

ان تینوں زبانوں کے الفاظ میں اشتراک کے ساتھ ساتھ گرائمر میں بھی اشتراک موجود ہے۔ ان تینوں زبانوں کی سوائے چند آوازوں کے باقی تمام آوازیں ایک جیسی ہیں۔ ان زبانوں کے حروف تہجی، عربی، فارسی، ہندی اور علاقائی زبانوں وجود میں آئی ہیں۔ ان تینوں زبانوں کے رسم الخط میں بھی بہت زیادہ اشتراک موجود ہے۔

| سرائیکی | پنجابی | اردو |
|---|---|---|
| آواز | آواج | آواز |
| روگ | روگ | روگ |
| یک دم | یک دم | یک دم (۱۲) |

گرائمر میں اشتراک: مثلاً

اسم:

اسم کی تعریف، قسمیں اور مثالیں قریب قریب تینوں زبانوں میں ایک جیسی ہیں۔ اسم کو پہلے خاص وعام میں تقسیم کرتے ہیں پھر اسم خاص کی ذیلی قسمیں، علم، خطاب، لقب، عرف اور تخلص کرتے ہیں۔ اسی طرح اسم خاص کی بھی ذیلی قسمیں ہیں۔ یہ کوئی سرائیکی، پنجابی، اردو کی مشترک خصوصیات نہیں بلکہ دنیا کی تمام زبانوں میں پائی جانے والی خصوصیت ہے۔ امان اللہ کاظم اسم کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مستقل صورت رکھن آلے لوطیں دی پہلی ونکی اولوط ہن جنھیں دے معنی انھیں دی اپنی ذات ءِچ موجود ہوندن۔ یاڈوجھے لفظیں ءِچ اولوط جنھیں دا جھڑا معنی خیال ءِ موجود ہوندے او ہوا ای انہیں دی لکھت ءِچ پاتا ویندے۔ انھیں لوطیں کوں اسم آکھیا ویندے۔) ''(۱۳)

اسم علم کی اقسام:

سرائیکی، پنجابی اور اردو میں اسم علم کی اقسام ایک جیسی ہیں۔

۱۔ تخلص ۲۔ خطاب ۳۔ عرف ۴۔ کنیت ۵۔ لقب

مصدر: سرائیکی، پنجابی اور اردو میں مصدر بنانے کا طریقہ ایک ہی ہے۔ جو کلمہ کسی کام یا حرکت کا بیان ہو اور اُس میں زمانہ نہ پایا جائے یعنی اس کام یا حرکت کا کوئی وقت معین نہ ہو اُس کو مصدر کہتے ہیں۔ ڈاکٹر خالد اقبال ''سرائیکی زبان'' میں لکھتے ہیں:

''او لفظ جیندے کنوں کئیں کم دے ہوونڑ، کرنڑ یا تھیونڑ دا پتہ لگے، فعل سڈیندے اَتے اے فعل جیہڑے لفظ کنوں بندے او کوں مصدر آہدن۔ سرائیکی مصدر دی نشانی ایہہ ہے جو ایندا آخری حرف نڑ ہوندے اَتے ''نڑ'' کنوں پہلے حرف اُتے زبر آندی ہے۔ جیویں: رووَنڑ، دھاونڑ، کھلن وغیرہ) '' (۱۴)

فعل: سرائیکی، پنجابی اور اردو میں فعل سے مراد ایک ہے۔ وہ لفظ ہے جو زمانہ گذشتہ، حال اور مستقبل میں کسی کام کے ہونے یا کسی حالت کے ظاہر ہونے پر دلالت کرے۔

فعل او ہوندے جئیں کنوں کہیں شے داہونڑ یا کہیں کم داتھیونڑ ظاہر تھیوے۔(۱۵)

بشیر احمد بھائیہ لکھتے ہیں:

فعل عربی زبان دا لفظ ہے۔ فعل دا معنی ہے کم گرائمر وچ فعل او نہہ کلمے کوں آکھیا ویندے جئیں کنوں کہیں کم دا کرنڑ، تھیونڑ یا سہنڑ ظاہر تھیوے۔(۱۶)

حرف: ''حرف وہ کلمہ ہے جو اسماء وافعال یا فقرات کا آپس میں ربط پیدا کرے''(۱۷) جیسے علی اور عقیل آئے۔ میں تے گا نمن روٹی کھادی۔ جیرا تے منشی لاہور گئے۔

تذکیر و تانیث:

ان تینوں زبانوں میں تذکیر و تانیث کا قاعدہ بھی ایک جیسا ہے مثلاً:

| مذکر | | | مونث | | |
|---|---|---|---|---|---|
| سرائیکی | پنجابی | اردو | سرائیکی | پنجابی | اردو |
| گھوڑا | گھوڑا | گھوڑا | گھوڑی | گھوڑی | گھوڑی |
| لڑکا/چھوہر | لڑکا | لڑکا | لڑکی/چھوہر | لڑکی | لڑکی |

واحد جمع:

تینوں زبانوں میں واحد جمع کا طریقہ بھی ایک ہے مثلاً

| واحد | | | جمع | | |
|---|---|---|---|---|---|
| سرائیکی | پنجابی | اردو | سرائیکی | پنجابی | اردو |
| کتاب | کتاب | کتاب | کتاباں | کتاباں | کتابیں |
| کرسی | کرسی | کرسی | کرسیاں | کرسیاں | کرسیاں |

علاوہ ازیں ان تینوں زبانوں میں حروف تہجی اور رسم الخط کا بھی اشتراک موجود ہے۔ حروف تہجی میں اُردو، پنجابی حروف ایک جیسے ہیں۔ مگر سرائیکی میں ان حروف کے ساتھ ساتھ پانچ حروف ب، ج، د، گ، ن اضافی حروف ہیں۔

سرائیکی پنجابی اور اردو: ادبی اشتراکات:

ان تینوں زبانوں میں جہاں لسانی اشتراک موجود ہے وہاں شعری و نثری اصناف حمد و نعت، غزل، نظم، آزاد، معرا نظم، مرثیہ، منقبت کے ساتھ ساتھ ناول، افسانہ، ڈرامہ، سفر نامہ، قصہ، داستان میں بھی اشتراک موجود ہے۔ علاوہ ازیں شعر و نثر میں موضوعاتی اشتراکات کی بھی مثالیں موجود ہیں۔ کیونکہ بین الاقوامی ادبی تحریکوں کے اثرات اردو کے ساتھ ساتھ پاکستانی زبانوں پر برابر مرتب ہوئے ہیں۔ تینوں زبانوں کے کلاسیکی ادب میں صوفیانہ رنگ کی جھلک موجود ہے۔ علی حیدر ملتانی کا صوفیانہ کلام ملاحظہ ہو:

الف احد دے وچ میم رکھیں، تے احمد نام کہاوندا اے

الف دی جاو میم بنڑائیں، ہو محمد آوندا اے (۱۸)

بلھے شاہ وحدت الوجود کے پرچارک پنجابی زبان کے کلاسیکل شاعر ہیں۔ انھوں نے کیف و مستی کے وہ ترانے گائے کہ سننے والے پر بھی وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور بے خود ہو کر دھمال ڈالنے لگتا ہے۔ ان کے کلام میں نفی ذات، اندر کی میل، بغض، جھوٹ، مکر و فریب کی نفی موضوعات ملتے ہیں۔

نہ وچ نہ وچ بیٹھن بھون

بلھیا کیہہ جانا میں کون(۱۹)

بہادر شاہ ظفر مغلیہ سلطنت کے آخری تاجدار تھے، شعر و ادب سے انہیں فطری لگاؤ تھا، فطری اعتبار سے وہ وحدت الوجودی ہیں:

اسے پایا نہیں آساں کہ ہم نے

نہ جب تک آپ کو کھویا نہ پایا (۲۰)

تینوں زبانوں میں چونکہ نظم اور غزل کی روایت موجود ہے یہاں تک کہ موضوعات فلسفہ وحدت الوجود، انسانی دوستی، ترقی پسندیت اور رومانویت سے بھرپور شاعری ان زبانوں میں موجود ہے۔

ناول:

دورِ حاضر میں اردو کے علاوہ سرائیکی اور پنجابی میں مختلف موضوعات یعنی علاقائی محرومیاں، سماجی مسائل، تاریخ جیسے موضوعات پر کامیاب ناول لکھا جارہا ہے۔ چند سرائیکی ناول یہ ہیں۔

| مصنف | عنوان | اشاعتی ادارہ | سال اشاعت |
|---|---|---|---|
| ظفر لشاری | نازو | سرائیکی ادبی مجلس، بہاولپور | ۱۹۱۷ء |
| حبیب موہانہ | کھڑی ڈیندی ہاں سنیہڑے | سجاک ادبی سنگت، شادن لنڈ | ۲۰۱۶ء |
| سلیم شہزاد | پلوتا | جھوک پبلشرز، ملتان | ۲۰۱۷ء(۲۱) |

پنجابی ناول نگاروں کی فہرست طویل ہے مگر چند کے نام درج کئے جا رہے ہیں:

| نمبر شمار | نام ناول نگار | نام ناول |
|---|---|---|
| ۱ | ارشد چہال | چیڑھاں دی چھاں |
| ۲ | جمیل احمد پال | عذاب دن عذاب راتاں |
| ۳ | امرتا پریتم | پنجر (۲۲) |

اردو کے چند اہم ناول اور ناول نگار درج ذیل ہیں:

| ناول | ناول نگار |
|---|---|
| لمحوں کی راکھ | مرزا ادیب |
| دھندے کوس | ارشد چہال |
| شب بخیر | محمود شام |

ان زبانوں کے ناول کا سفر جاری ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ علاقائی زبانوں کے ناول میں پختگی اور نکھار آتا جا رہا ہے۔

افسانہ: سرائیکی افسانوں کے شائع ہونے والے مجموعہ جات۔

| افسانہ نگار | عنوان | اشاعتی ادارہ | سال اشاعت |
|---|---|---|---|
| رابعہ خان | ساہویں سُول بسیرا | جھوک پبلشرز، ملتان | ۲۰۰۷ء |
| مبشر بزدار | ڈھول بلوچا موڑ مہاراں | فن کدہ، تونسہ (ڈیرہ غازیخان) | ۲۰۱۱ء |
| فیض بلوچ | پکھی واس | جھوک پبلشرز، ملتان | ۲۰۱۲ء(۲۳) |

پنجابی افسانوں کی کتب کی ایک طویل فہرست ہے مگر چند ایک نمایاں مجموعے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

| نمبر شمار | نام افسانہ نگار | نام افسانہ |
|---|---|---|
| ۱ | کنول مشتاق | کاغذ دے جہاز |
| ۲ | سرفراز اعوان | پیار کہانی |
| ۳ | حمید رازی | دُھند (۲۴) |

اردو افسانے کی زیر اثر پنجابی اور سرائیکی افسانہ وجود میں آیا۔ گو کہ پنجابی افسانہ سرائیکی افسانے سے پہلے معرض وجود میں آیا مگر ان تینوں زبانوں میں موضوعاتی اور تکنیک کے اعتبار سے افسانے کی روایت موجود ہے اور تینوں زبانوں میں افسانوی اشتراک بھی پایا جاتا ہے۔ دورِ حاضر میں اردو کے علاوہ پاکستانی زبانوں کی ترقی کے حوالے سے اپنی اپنی زبانوں سے محبت رکھنے والے پاکستانی زبانوں کے نثری ادب میں اضافہ کر رہے ہیں۔ آج کل ان بانوں میں افسانے پر بین الاقوامی ادب کے اثرات کی وجہ سے افسانے میں نکھار آ گیا ہے۔ بہر حال یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ ان تینوں زبانوں میں افسانہ پہلے یا بعد میں لکھا جانا شروع ہوا۔ یا افسانہ زیادہ یا کم لکھا گیا مگر ان میں افسانوی اشتراک موجود ہے۔

ڈرامہ: چند سرائیکی ڈرامے درج ذیل ہیں۔

| ڈراما نگار | عنوان ڈراما | اشاعتی ادارہ | سال اشاعت |
|---|---|---|---|

| | | | |
|---|---|---|---|
| حفیظ خان | کوئی شہریں جنگل کُو کدا | ملتان انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اینڈ ریسرچ، ملتان | ۲۰۰۸ء |
| خالد اقبال | نکڑ ناٹک | کتاب دوست، ملتان | ۲۰۱۲ء(۲۵) |

چند پنجابی ڈرامے درج ذیل ہیں۔

| ڈرامہ نگار | کتاب | سالِ اشاعت |
|---|---|---|
| سجاد حیدر | بول مٹی دیا باویا | ۱۹۷۸ء |
| اسحاق صابر | نورا | ۱۹۷۸ء |
| اختر کاشمیری | مت | ۱۹۸۰ء(۲۶) |

پاکستان میں اب تک اردو میں ان گنت ڈرامے لکھے گئے۔ یہاں چند اہم ڈراموں کا ذکر کیا جارہا ہے۔

| نمبر شمار | نام ڈرامہ نگار | نام ڈرامہ |
|---|---|---|
| ۱ | انور سجاد | سرخ بالوں والی لڑکی |
| ۲ | اصغر ندیم سید | دریا |
| ۳ | ڈاکٹر طارق عزیز | سکڑتا ہوا آدمی (۲۷) |

الغرض تینوں زبانوں سرائیکی، پنجابی، اردو میں ڈرامہ کا بھی اشتراک موجود ہے۔ڈرامہ خواہ اسٹیج کا ہو، ریڈیائی ہو، فلم کی صورت یا پھر ٹیلی ڈرامہ ہو، تینوں زبانوں میں موجود ہے اور تواتر سے لکھا جارہا ہے۔

مختصراً سرائیکی، پنجابی اور اُردو بنیادی طور پر ایک ہی کنبے سے تعلق رکھتی ہیں۔اس لیے ان کے لسانی سانچے بھی تقریباً ایک سے ہیں۔ سرائیکی، پنجابی اور اُردو کی صرف و نحو میں بھی بہت سی مماثلتیں پائی جاتی ہیں اور ان کا ذخیرہ الفاظ بھی بہت حد تک مشترک ہے علاوہ ازیں جب ہم مشترک ادبی رجحانات کی جانب آتے ہیں تو وہاں بھی صورت حال حوصلہ افزا دکھائی دیتی ہے۔ یعنی کلاسیکی دور میں تصوف کی روایت، کلاسیکی شاعروں میں انسان دوستی کا تصور، تحریک پاکستان میں تینوں زبانوں کے ادب کے کردار کے علاوہ دونوں زبانوں پر ترقی پسند تحریک کے یکساں اثرات دکھائی دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں سرائیکی، پنجابی اور اردو میں صنفی اشتراک بھی پایا جاتا ہے۔ یعنی حمد و نعت، مرثیہ، مثنوی، غزل، نظم، رباعی جیسی اصناف بھی ایک جیسی ہیں۔اس کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ نثری ادب میں ناول افسانہ، ڈرامہ، سفر نامہ، فکشن اور لوک ادب کی بھی مضبوط روایت موجود ہے۔

## حوالہ جات


۱۔ زور، محی الدین قادری، ہندوستانی لسانیات، لاہور، عزیز پبلشرز، ۲۹۹۱ء، ص ۱۲

۲۔ گیان چند، پروفیسر، عام لسانیات، نئی دہلی، ترقی اُردو بیورو، ۵۸۹۱ء، ص ۱۳

۳۔ خلیل صدیقی، زبان کیا ہے؟ نئی دہلی، عاکف بک ڈپو، ۶۹۹۱ء

4. Pushipinder Syal, An introduction to Linguistics, New Dehli, Hall of India, 1992, p-12

۵۔ بادشاہ، منیر بخاری، اردو اور کھوار کے لسانی روابط، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۳۰۰۲ء، ص ۳۱

۶۔ سبطین گیلانی، ملتان کی صوفیانہ شاعری، لاہور، پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف لینگوئج آرٹ اینڈ کلچر، ۸۰۰۲ء، ص ۲۰

۷۔ منظور علی ویسریو، پاکستانی زبانوں میں لسانی اشتراک، اسلام آباد، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف پاکستان سٹڈیز، قائداعظم یونیورسٹی، ۷۰۰۲ء، ص ۹۱

8. Ralph Russell, The Pursuit of Urdu Literature, London, Zed Books, Ltd., 1992

۹۔ محمد اکرم خالد پروفیسر، پاکستانی زبانیں وادب، لاہور، ایم عارف یونس پرنٹرز، ص ۱۱

۱۰۔ عین الحق فرید کوٹی، پاکستانی زبانوں کا ارتقاء، مشمولہ ہفت زبانی لغت، ص ۷۹۹

۱۱۔ محمد اکرم خالد، پروفیسر، پاکستانی زبانیں وادب، لاہور، ایم عارف یونس پرنٹرز، ص ۶۱

۱۲۔ شوکت مغل، پروفیسر، اردو میں سرائیکی کے انمٹ نقوش، ملتان، جھوک پبلشرز، ۸۰۰۲ء، ص ۳۸

۱۳۔ کاظم، امان اللہ، جامع سرائیکی قواعد، لاہور، عثمان پبلی کیشنز، ۵۱۰۲ء، ص ۸۰۱

۱۴۔ خالد اقبال، سرائیکی زبان، ملتان، جھوک پبلشرز، ۰۱۰۲ء، ص ۹۵۱

15. Safdar Ali Shah, Dr. Punjabi Grammar, Islamabad, NUST, 2015, p-95

۱۶۔ بشیر احمد بھاٹیہ، قواعد تے زبان دانی، بہاولپور، سرائیکی ادبی مجلس، ۸۹۹۱ء، ص ۸۳

۱۷۔ ظامی، بشیر احمد، نخلستانِ قواعد، ملتان، محکم آرٹ پریس، ۳۹۹۱ء، ص ۴۹

۱۸۔ دلشاد کلانچوی، چار صوفی شاعر، بہاولپور، اکادمی سرائیکی ادب، ۳۹۹۱ء، ص ۹۷

۱۹۔ اقبال، صلاح الدین، مرتبہ، لعلاں دی پنڈ، لاہور، عزیز بک ڈپو، اُردو بازار، ۳۷۹۱ء، ص ۱۳۳

۲۰۔ عبدالواجد تبسم، ڈاکٹر، اردو غزل میں ہندی عناصر، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۷۱۰۲ء، ص ۳۲۱

۲۱۔ حمید الفت ملغانی، سرائیکی افسانے، ناول اور ڈرامے کا ارتقاء: ایک تحقیقی جائزہ (مقالہ پی ایچ ڈی) اسلام آباد، AIOU، ۳۱۰۲ء، ص ۸، ۸۲

۲۲۔ محمد اکرم خالد، پاکستانی زبانیں وادب، لاہور، ایورنیو بکس پیلس، ص ۰۵۲، ۱۵۲

۲۳۔ حمید الفت، سرائیکی افسانے، ناول اور ڈرامے کا ارتقاء: ایک تحقیقی جائزہ، ص ۲۸۲

۲۴۔ حمید الفت، ص ۱۹۲، ۲۹۲

۲۵۔ غفور شاہ قاسم، پاکستانی ادب (شناخت کی نصف صدی) تحقیق و تنقید، راولپنڈی، زین پبلی کیشنز، ۰۰۰۲ء، ص ۵۶۴

۲۶۔ غفور شاہ قاسم، پروفیسر، پاکستانی ادب ۷۴۹۱ء سے تا حال، لاہور، بک ٹاک، ۶۹۹۱ء، ص ۵۲۳